ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہارون

اسکالر پی ایچ ڈی اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی ،لاہور

ڈاکٹر ارشد اویسی

صدرِ شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی ،لاہور

اردو رسم الخط کی خصوصیات: ایک جائزہ

Haroon
Scholar PhD Urdu, Lahore Garrison University, Lahore.
Dr.Muhammad Arshad Ovaisi
Hod, Department of Urdu, Lahore Garrison University, Lahore.

Features of Urdu Script: An Overview

Different kinds of writing scripts are being used in the world to represent Different languages. These scripts have deep emotional, cultural and conventional relations with their societies and languages. The validity, usefulness, smartness and effectiveness have been judged by different techniques, methods and aesthetical aspects. Urdu script is known as one of artistic miracles. That has marvellous charm, attraction and wondrous structure. Urdu script has obtained the highest and glorious peak of fame, expansion and reliability. In this research article an effort has been made to express aesthetical charm, scope and benefits of Urdu script (Jameel Noori Nastaleeq).

Key Words: *Kinds, Writing, Scripts, Languages, Emotional, Cultural, Conventional, Relations, Societies, Artistic.*

زبان انسان کے لیے ایک ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جس کا کوئی نعم البدل ممکن نہیں-یہ باطنی اور خارجی اظہار کا ایک موثر، معتبر اور موقر ذریعہ ہے-اس کی وساطت سے عرفانِ ذات کے ساتھ ساتھ عرفانِ خداوندی کا شعور ابنِ آدم کو ملا-شعر وادب، فکر و فلسفہ، علم و فن اور افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت زبان اور رسم الخط کی مرہونِ منت ہے-تہذیب و تمدن، معاشرت و معیشت اور ذرائعِ ابلاغ کا ارتقاو عروج زبان کے درست استعمال اور وسعت پذیری پر منحصر ہوتا ہے-در حقیقت عربی اور فارسی کے بعد اردو زبان وادب اسلامی تہذیب و تمدن، تاریخ و ثقافت اور فکر و فلسفے کا محافظ اور امین ہے-یہ اعلیٰ وارفع اور قابلِ قدر شعری و نثری ادبی تخلیقات کا سرمایہ وافر مقدار میں سمیٹے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہوئے ہے-اس زبان کے ارتقا، فروغ اور وسعت پذیری میں بنیادی اور حقیقی کردار اس کے اپنے رسم الخط کا رہا ہے- اس کا خط خاص خوبیوں، نزاکتوں اور جمالیاتی پہلوؤں سے متصف ہے-

نوعیات (Typlogy) کے نقطہ نظر سے دنیا میں تین طرح کے تحریری نظاموں کا رواج رہا ہے- لفظی، رکنی اور ابجدی [۱] -رکنی تحریر کو دوام اور زیادہ استحکام نصیب رہا ہے- بایں وجہ لفظی تحریر اور ابجدی خط کو زیادہ سائنسی تصور کیا جاتا ہے-دونوں نظام ہائے تحریر ہی خوبیوں کے حامل ہیں جن کے باعث انھیں اپنایا جاتا ہے-دونوں کا باہمی انسلاک اور اشتراک خصوصیات کے حوالے سے اکثر دیکھنے میں آتا ہے-

کسی خیال کے اظہار کے لیے ایسا نقش بنانا کہ اس میں پوری تصویر پیش کر دی جائے، تصویر نگاری (Pictography) کہلاتا ہے- یہ خطوں کی ارتقائی منزل تھی [۲] -اگر خط کی اکائی رکن ہو تو یہ رکنی خط کہلائے گا اور یہ خط کے ارتقا کی دوسری منزل ہوتی ہے-ہجائی (Alphabetic) خطوں میں ہر نشان کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ ایک مفرد آواز کا نمائندہ ہے [۳] -دنیا کی بڑی زبانیں مثلاً: اردو، انگریزی، عربی، فارسی وغیرہ ہجائی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں-

زبان اور رسم الخط کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے-زبان کو اگر جسم قرار دیں تو رسم الخط کھال ہے-اردو ایک مخلوط زبان ہے، اس نے فارسی، عربی، سنسکرت اور مقامی زبانوں سے اخذ و استفادہ کیا ہے-چناں چہ اس کا رسم الخط بھی اشتراک اور ارتباط کی عمدہ مثال ہے-فارسی رسم الخط کی چونتیس (۳۴) علامتیں بھی اس کے اندر شامل ہیں- ان میں دو حروفِ علت اور چودہ حروفِ صحیحہ کا اضافہ کر کے ایک نیا رسم الخط بنایا گیا جو اب تک اردو زبان کا ساتھ فطری تقاضوں کے مطابق احسن طریقے سے نبھا رہا ہے [۴]-ان سولہ حروف کو کل حروفِ تہجی کا اگر ایک تہائی تسلیم کر لیا جائے تو اردو رسم الخط کو غیر ملکی رسم الخط نہیں کہا جا سکتا-یہ حقیقت تو بلا خوفِ تردید بیان کی جا سکتی ہے کہ اردو نے اپنا رسم الخط عربی اور فارسی سے لیا ہے اور ان دونوں زبانوں کی آوازوں کی ادائی اس سے ممکن ہے-یہاں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ ہند آریائی صوتیاتی نظام کے باعث اس نے بہت سی تبدیلیوں کو اپنے اندر سمو لیا ہے- اس خط کی خصوصیات کے حوالے سے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ رقم طراز ہیں:

> " ہمارے رسم الخط کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہماری ضرورتوں کے علاوہ یہ پاکستان، ایران، افغانستان شام، عراق، مصر، سعودی عرب وغیرہ بیسیوں ایشیائی ملکوں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سے ہمارے تہذیبی روابط کی بنیاد مضبوط کرنے کا کام دیتا ہے۔لکھنے میں دوسرے خطوں
کی نسبت ایک تہائی کم جگہ لیتا ہے اور اس میں وقت بھی نسبتاً کم صرف ہوتا ہے۔" (۵)

اہلِ علم، زبان کو ام العلوم یعنی تمام علوم و معارف کی ماں کا درجہ دیتے ہیں اور اسی وجہ سے زبان کا شمار بنی نوعِ انسان کی سب سے قیمتی تہذیبی میراث میں کیا جاتا ہے۔اس کے توسط اور دم قدم سے انسانی تاریخ کو تحفظ ملا اور یہی وہ وسیلہ ہے جس سے مختلف قوموں کے ثقافتی و تمدنی اور اخلاقی و روحانی ورثے آنے والی نسلوں تک پہنچے (۶)۔

جس طرح رسم الخط کی بہت سی اقسام ہوتی ہیں، اسی طرح ان کے طرزِ تحریر میں بھی اختلاف کا امکان ہوتا ہے۔کچھ رسم الخط دائیں سے بائیں طرف کو لکھے جاتے ہیں جب کہ کچھ اس کے برعکس۔کچھ خط اوپر سے نیچے کی جانب لکھے جاتے ہیں۔رسم الخط کی پرکھ مختلف زاویوں سے کی جاتی ہے۔زبان کے ارتقا میں رسم الخط کو خاص اہمیت حاصل رہتی ہے۔رسم الخط کو زبان کا آئینہ بھی قرار دیا جاتا ہے جس میں زبان کے تمام خط و خال نظر آتے ہیں (۷)۔

زبان اور رسم الخط کی ضرورت تعلیم و تعلم تک محدود نہیں ہوتی بلکہ کسی قوم کے علم و فن، روایاتِ ماضی، ثقافت، ادب، تاریخ اور فکر و فلسفہ کی ترویج و اشاعت اس کے بغیر ممکن ہی نہیں۔اردو زبان کے ساتھ اس کے رسم الخط کا تعلق لازم و ملزوم کا سا ہے۔اردو کے رسم الخط نے اسے نئی تراش خراش عطا کر کے زمانے کے تقاضوں اور اظہار و بیان کے رموز سے ہمکنار کیا ہے، کیوں کہ اردو سے اس کے رسم الخط کا تعلق بہت قدیم ہے۔اردو صرف زبان کا نام نہیں بلکہ ایک تہذیبی علامت بھی ہے (۸)۔زبان کے لیے رسم الخط اس کی بقا کی ضمانت دیتا ہے۔رسم الخط میں وہ نقوش اور علامتیں، جو حروف کہلاتی ہیں، ان کی مدد سے زبان کی تحریری صورت کا تعین ہوتا ہے۔

زبان کو مجموعہء الفاظ بھی کہا جاتا ہے۔الفاظ کی تشکیل حروف سے متعین ہوتی ہے۔حروف اصوات سے عبارت ہیں۔حروف نے یہ مقام تصویروں، خطوط اور نشانات کا ارتقائی سفر طے کر کے حاصل کیا ہے۔حروف کو تلفظ کی ادائی اور معنی کے اظہار کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ان حروف ہی کی مربوط صورت رسم الخط کہلاتی ہے۔اردو خط کی علامات کی ترتیب جمالیاتی پہلو بھی رکھتی ہے۔کسی فن پارے میں جمال کی کلیت ، جمالیات کہلاتی ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ حسن مسرت اور آسودگی دیتا ہے، خواہ یہ حسن فنی تناسب و توازن میں ہو یا کسی انسان کے جسمانی اعضاء میں (۹)۔مشاہدے کے موقعے پر مختلف عناصر کی باہمی موزوں ترتیب حسن کہلاتی ہے۔کسی فن پارے کا وہ تاثر جو اس کے دیکھنے، سننے، پڑھنے، سمجھنے یا محسوس کرنے کے بعد روحِ انسانی میں ایک پر مسرت ترنگ پیدا کرتا ہے جمال ہے (۱۰)۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

انگریزی زبان میں چھبیس (۲۶)، ناگری میں بیالیس (۴۲)، عربی میں انتیس (۲۹) اور فارسی میں تینتیس (۳۳) حروفِ تہجی ہیں۔اردو میں حروفِ تہجی کی تعداد ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق پچاس (۵۰) ہے [۱۱]۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے دو چشمی ہا(ھ) والے حروف کو حروفِ تہجی میں شامل کیا ہے اور حروفِ تہجی کی تعداد اڑتالیس (۴۸) بیان کی ہے۔[۱۲]

شمس الرحمان فاروقی اردو حروفِ تہجی کی تعداد کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "بہت سے استدلال اس "اصلاحی" کوشش کے خلاف لائے جاسکتے ہیں اور لائے گئے ہیں، لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ زبان کا صحیح پن رواجِ عام سے قائم ہوتا ہے۔رواجِ عام کے خلاف جانا زبان کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔اس وقت اردو حروفِ تہجی کی تعداد پینتیس ہے۔"[۱۳]

وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی اختیار کرنے کے لیے اردو کے حروفِ تہجی کی تعداد ترقی پذیر ہے۔دو چشمی ہا(ھ) سے تشکیل پانے والے حروف اور اصواتِ علت (واول ساؤنڈ) کے حوالے سے نت نئی تحقیقات اور تجاویز منظرِ عام پر آتی رہتی ہیں۔چناں چہ اردو نئے لہجوں، صوتوں اور مصوتوں کی بنا پر نئے حروفِ تہجی وضع کر سکتی ہے، اور یہ تعداد اسی (۸۰) سے متجاوز ہو جائے گی[۱۴]۔

اردو حروفِ تہجی کی تعداد عربی، فارسی اور مقامی زبانوں کی اصوات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی کر سکتی ہے۔مسلمانوں کی جدت پسندی اور قوتِ اختراع کا یہ کرشمہ ہے کہ انہوں نے سامی لباس کہ آریائی جسم کا جامۂ زیبا بنا دیا[۱۵]۔اہلِ علم و فن نے مدتوں اس کی تراش خراش میں صرف کیے تب کہیں جا کر یہ خوب صورت بصری پیکر ظہور پزیر ہوا۔اردو ابجد کی ترتیب میں ایک حسن، جمال اور تسلسل ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "اردو ابجد کی ترتیب پر غور فرمائیے الف کے بعد آپ کو ہم شکل حروف کے چند سلسلے نظر آئیں گے۔ب، پ، ت، ٹ، ث، ج، چ، ح، خ، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ان سلسلوں کو دیکھتے ہی بچے کے تخیل میں کچھ معین اور ٹھوس تحریریں ابھر آتی ہیں۔ب، پ، ت، ٹ، ث کا سلسلہ یوں معلوم ہوتا ہے گویا ریل

گاڑی چل رہی ہے، ج، چ، ح، خ یوں محسوس ہوتا ہے گویا کسی منڈیر پر لقا کبوتروں کی قطار ہے۔باقی سلسلوں سے بھی کوئی تصویر ابھر آتی ہے۔" (۱۶)

اردو حروفِ تہجی کی بناوٹ اور ساخت دلکش، متاثر کن اور جاذبِ نظر ہے۔ب، پ، ت، ٹ، ث وغیرہ کے سلسلے زندگی کی روانی، تسلسل اور رفتار کا عکس پیش کرتے ہیں۔ج، چ، ح، خ اور ل، ن، ق، س، ص، ض وغیرہ میں مسجدوں کے گنبدوں کی گولائی اور قوس کا احساس نظر آتا ہے (۱۷) ۔حروفِ تہجی کی ترتیب کے دو طریقے مروج ہیں:

۱۔ آوازی، صوری یا سائنسی

۲ ۔ اشکالی ترتیب

سائنسی ترتیب میں آوازیں تدریس کی آسانی کے نقطہ نظر سے بالترتیب پہلے لبوں، پھر دانتوں، تالو، گلے اور آخر میں ناک سے نکلتی ہیں۔اردو حروفِ تہجی کی ترتیب اشکالی نقطہ نظر سے قائم کی گئی ہے۔یہ ترتیب بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کے نقطہ نگاہ سے زیادہ موزون اور موثر ہے۔اس ترتیب میں وصل و فصل کا حسین، دلکش اور منضبط ترکیبی امتزاج نظر آتا ہے۔یہ خط وقت، کاغذ اور لاگت کی بچت کرنے میں اولیت رکھتا ہے۔اس میں حروف کی مختصر علامات استعمال ہوتی ہیں اور روحانی پہلو کی جھلک واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔بقولِ ڈاکٹر سید عبد اللہ:

> "پہلی بات یہ ہے کہ اس کا رخ راستی اور فطرت کے اصول پر قائم ہے، کیوں کہ داہنے ہاتھ کی جو انصرام امور کا فطری نمائندہ ہے، ہر قوم میں فضیلت مسلم ہے۔اس رخ میں سہولت بھی ہے اور معقولیت بھی۔اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے اقوال میں داہنے ہاتھ کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔"(۱۸) ۔

عربی خط قرآنِ مجید کا خط ہے۔عربی حروفِ تہجی اور رسم الخط کو ریاضیاتی سائنس کی سطح تک پہنچا دیا گیا ہے۔ہر حرف کے لیے مقدار اور نسبت کے پیمانے مقرر کر دیے گئے ہیں۔اس خط نے خطِ کوفی سے لے کر خطِ نستعلیق تک سیکڑوں منازل طے کی ہیں۔در حقیقت یہ خط بوقتِ ضرورت ڈھلنے اور بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس میں شارٹ ہینڈ (مختصر نویسی) کی تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔جمالیاتی نقطہ نگاہ سے ہر ہر حرف کی جمالیاتی تفسیر میں علما نے جہاں کہیں حروفِ مقطعات کی تشریح و تعبیر بیان کی ہے وہیں ایک ایک حرف کیا، نقطوں اور حروف کی شکلوں کی بھی مابعد الطبیعیاتی شرح اور علامتی معنویت پر سیر حاصل محاکمہ قلم بند کر دیا ہے۔حروف کی شاعرانہ تفہیم و تعبیر کو مغنی تبسم نے کچھ یوں بیان کیا ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"حرف(ل) میں زلفِ یار کا پرتو دکھائی دیتا ہے-اس کی (م) کی گھنڈی جعدِ مشکیں ہے- حرف(ص) میں چشمِ سرمگیں کا حسن ہے-اس کے آفتابی دائرے حسینوں کے چہرے ہیں - حرفِ الف(ا)معشوق کی قامت ہے - حرف (س)کے دندانے گوہرِ دنداں ہیں-حرف(م)کا نزول ساقِ سیمیں کی مانند ہے-"ق"اور"ف"کی گردن حسینوں کی گردن سے مشابہ ہے-"(۱۹)

اردو رسم الخط اگرچہ فارسی رسم الخط سے ماخوذ ہے مگر اسے فارسی رسم الخط سے نسبت نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ اگر نسبت اصل کی طرف ہی منظور ہے تو ہندی رسم الخط کو بھی سنسکرت بلکہ سامری رسم الخط کہا جائے گا، کیوں کہ تاریخ کا وسیع علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ ناگری میں اپنا حصہ اس سے زیادہ نہیں جتنا اردو رسم الخط میں اپنا اردو کا ہے(۲۰) -

اردو زبان پر عبور حاصل کرنے کے بعد کوئی بھی شخص عربی، فارسی، ہندی اور انگریزی کو ان کے حقیقی تلفظ کے ساتھ بولنے میں دقت محسوس نہیں کرتا-ان زبانوں کی تمام آوازیں اردو میں مستعمل ہیں-گویا جس طرح اردو اپنے ذخیرہ الفاظ اور صرف ونحو کے اصول کے لحاظ سے ایک مخلوط زبان ہے، بالکل اسی طرح اس کا رسم الخط بھی مخلوط ہے (۲۱) -اردو رسم الخط کی جامعیت اور وسعت کی بدولت تمام زبانوں کی آوازیں اس کے اندر سمٹ گئی ہیں- ایک مکمل رسم الخط میں ہر انسانی خیال کو صفائی اور مخصوص الفاظ کے توسط سے صفحہ قرطاس پر ظاہر کیا جاسکتا ہے- خیالات اگر سادہ ہوں تو ان کے لیے الفاظ بھی سادہ ہوں گے-اور خیالات اگر پیچیدہ اور مشکل ہوں تو الفاظ بھی پیچیدہ اور مشکل ہی ہوں گے-اس طرح کے رسم الخط میں اس زبان کی ہر آواز کے لیے ایک خاص نشان (حرف) ہوتا ہے- اردو ایک ثروت مند زبان ہے، وہ تقریباً ہر آواز کو ادا کر سکتی ہے-عربی کا "ق" فارسی کا "ژ" سنسکرت یا دراوڑی کا "ڑ" اور "گھ" اردو میں ان آوازوں کو اسی طرح بولا، لکھا اور پڑھا جاسکتا ہے ،یعنی ان اصوات کی ادائی اور لکھائی ناممکن نہیں ہے-

اردو میں اعراب کے لیے الگ حروف کی ضرورت نہیں پڑتی، جب کہ رومن میں (wOwel) A,I,o,U کے حروف زبر، زیر اور پیش کی آوازوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں–اردو میں اعراب کی ضرورت بھی ہر جگہ نہیں پڑتی، کیوں کہ جملے کی ساخت اور مفہوم کے لحاظ سے اعراب خود بخود متعین ہوتے چلے جاتے ہیں-بایں وجہ ذود نویسی اور اختصار کو تقویت ملتی ہے-اعراب سے مراد زبر، زیر، پیش اور جزم ہیں (۲۲)–اردو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

زبان کی اہمیت و افادیت اور فضیلت و برتری میں اس کے اجزائے ترکیبی کے علاوہ اس کے رسم الخط اور نظامِ اعراب کا بنیادی کردار رہا ہے۔

اس ہمہ گیر اور بین المملکتی خط کے افادی پہلوؤں کے باعث مملکتِ پاکستان کی اکائیوں مین قربت، یگانگت اور بین الصوبائی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ عربی اور فارسی سے اردو کا صوری اور معنوی الحاق، لسانی اور اسالیبی وسعت پیدا کرتا ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کی بیشتر علاقائی اور صوبائی زبانیں اس خط میں لکھی جاتی ہیں۔

اردو زبان کا تعلق تو آریائی خاندان سے ہے مگر اسے سامی عربی رسم الخط میں لکھا جاتا ہے–اسے لکھنے میں وقت اور جگہ کا استعمال کم ہوتا ہے۔اس کا حسنِ اختصار، وسیع، ہمہ گیر، لاثانی اور بے مثل ہے۔

اردو رسم الخط کا ایک نام خطِ ترکیبی بھی ہے، کیوں کہ اس میں حروف کو جدا جدا نہیں لکھا جاتا بلکہ مرکب لفظ کی شکل میں حروف کو جوڑ کر لکھتے ہیں۔اسی بنا پر یہ خط مختصر نویسی کا شاہکار کہلاتا ہے–اردو خط کی اس صفت کے متعلق ڈاکٹر اشرف کمال، مولوی عبدالحق کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "اردو تحریر میں یہ عجیب بات ہے کہ الفاظ میں حروف پورے نہیں لکھے جاتے بلکہ ہر حرف کے لیے ایک چھوٹا سا نشان بنا دیتے ہیں۔اس طور پر الفاظ نہایت مختصر ہو جاتے ہیں ۔ مختصر نویسی جس کا رواج یورپ میں اب تھوڑے زمانے سے ہوا ہے وہ ہمارے ہاں صدہا سال سے موجود ہے۔ "[۲۳]

اردو رسم الخط، انگریزی اور ہندی کی نسبت تیزی سے لکھا جاتا ہے۔ایک تیز لکھنے والا کاتب ایک مقرر کی تقریر کو لفظ بہ لفظ ضبطِ تحریر میں لا سکتا ہے۔اردو نستعلیق خط کو جدید ترین مشینوں میں ڈھال کر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ اردو رسم الخط تیزی سے ترقی کرتے ہوئے زمانے کا ساتھ دینے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے۔احمد جمیل مرزا اور مطلوب حسین سید نے اس خط کو ۱۹۸۰ میں ایجاد کیا اور نوری نستعلیق نام رکھا۔اس کی بنیاد "مونو فوٹو" نظام پر رکھی گئی ہے[۲۴] ۔

اردو رسم الخط کا رخ وہی ہے جو طوافِ کعبہ کا رخ ہے۔مسلمانوں کا قطبی تعین، مابعد الطبیعیاتی نقطہ نظر کا اظہار کرتا ہے۔لہٰذا یہ رسم الخط سلوک کے ایک خاص طریقے کی نشانی بھی ہے[۲۵]۔

کسی بھی رسم الخط کا وجود زبان سے اور زبان کا وجود رسم الخط سے قائم اور مستحکم رہتا ہے۔رسم الخط زبان کے لیے تازہ سانسوں کی حیثیت رکھتا ہے۔اس سے زبان کا مزاج نکھرتا اور سنورتا ہے جو بعد میں قومی مزاج میں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

منعکس ہوتا ہے۔زبان اور رسم الخط میں سے اگر کسی ایک سے ترکِ تعلق کر لیا جائے یا اسے بدل دیا جائے تو قومی زندگی کی بھی قلبِ ماہیت ہو جائے گی اور اگر دونوں کو خیر باد کہہ دیا جائے یا ان میں تبدیلی لائی جائے تو قوم کے لیے اپنی انفرادیت سے ہاتھ دھونا ناگزیر ہو جاتا ہے[۲۶]۔

زبان اور لسانیات دونوں مستقلاً تبدیلیوں اور تغیرات کے عمل سے گزرتے رہتے ہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہونا دورِ جدید کا چیلنج اور وقت کا عین تقاضا ہے ۔عصرِ حاضر کے جدید رجحانات سے نمٹنے کے لیے زبان اور رسم الخط کو ہمہ وقت تیار رہنا پڑتا ہے۔نت نئی ایجادات اور علوم وفنون کا احاطہ کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ زبان کی تراش خراش کے عمل کو جاری رکھا جائے اور اسے زیبا، آراستہ اور خوش وضع بنایا جائے۔ زبان کے قواعد وضوابط کو بار بار نئے سرے سے مرتب کیا جائے تاکہ ہر قسم کی ابتری (irregularit)اور انتشار (chaos) سے بچا جا سکے۔

اردو زبان اور رسم الخط کی یہ بھی ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے ،کہ اس میں وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر تبدیلیاں اور تغیرات مستقلاً جاری وساری رہے ہیں۔موجودہ رسم الخط میں قانونِ مشابہت نے حسن وجمال پیدا کر کے تخیل اور تعجب کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔حروف کی مشابہت ،شناخت اور پہچان کے نقطہ نظر سے مفید اور دلچسپ ہے۔

اردو کے موجودہ خطِ نستعلیق میں لوگوں کی دل چسپی کے باعث یہ لفظ بطورِ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔اس خط کا جمالیاتی وروحانی عنصر اور بصری روپ برصغیر کی مجموعی جمالیاتی، تخیلاتی اور لاثانی فضا سے بہر طور مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے۔جس طرح خوبصورتی اور حسن وجمال اپنے تئیں جاذبیت اور دلکشی کا پہلو رکھتے ہیں،اسی طرح اردو رسم الخط کی دلپذیری،ارفعیت اور تاثیر سے انکار کو حقیقت پسندی کے انکار کے مترادف سمجھا جاتا ہے ۔ خطِ نستعلیق کو عروس الخطوط کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔اس خط کی معنویت نے ہماری تہذیب و ثقافت اور فکر وفن کو اپنے سحر میں جکڑ لیا ہے۔

اردو حروفِ تہجی، تعداد میں جس قدر زیادہ ہیں،ان کو بنانا اور یاد کرنا اسی قدر آسان ہے۔کچھ بنیادی اشکال کی مدد سے حروفِ تہجی کا سیکھنا بہت آسان کام بن جاتا ہے۔اردو زبان وادب کے تحفظ کی خاطر ضروری ہے کہ اس کے رسم الخط کا تحفظ یقینی بنایا جائے ۔اردو بولنے اور لکھنے میں فخر وانبساط کی کیفیت محسوس کی جائے ۔اردو رسم الخط کو ناقص ٹھہرانے کے بجائے مغرب کے پر فریب ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنے کے لیے رسم الخط کے حوالے سے

ایک ٹھوس، قابلِ عمل اور فیصلہ کن موقف عصرِ حاضر کا تقاضا ہے، کیوں کہ یہ ماضی کی روایات کا امین، حال کا ترجمان اور مستقبل کی امیدوں اور خواہشات کا محور و مرکز ہے۔

حوالہ جات

۱. ملک، نذیر احمد، "اردو رسم الخط–ارتقا اور جائزہ"، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۸، ص ۴۷
۲. کلیم الٰہی امجد، (مقدمہ)، "فنِ تحریر کی تاریخ" از محمد اسحاق صدیقی، کراچی: بک ٹائم، ۲۰۱۸، ص ۱۴
۳. ایضاً، ص ۱۵
۴. گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، "اردو زبان اور لسانیات"، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷، ص ۱۱۱
۵. ایضاً، ص ۱۱۴
۶. شازیہ مجید ملک، "فروغِ اردو میں "اخبارِ اردو" کا کردار"، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۵، ص ۱۶۳
۷. رابعہ سرفراز، ڈاکٹر، "اردو زبان اور بنیادی لسانیات"، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۵، ص ۱۲۵
۸. قدرت نقوی، سید، "لسانی مقالات"، جلد دوم، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸، ص ۱۳۰
۹. انور جمال، پروفیسر، "ادبی اصطلاحات"، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اشاعت پنجم، ۲۰۱۹، ص ۹۴-۹۳
۱۰. ایضاً
۱۱. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو املا اور رسم الخط"، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۱۳
۱۲. ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، "جامع القواعد" (حصہ صرف)، لاہور: اردو سائنس بورڈ، طبع دوم، ۲۰۰۴، ص ۱۹۰
۱۳. فاروقی، شمس الرحمٰن، "لغاتِ روزمرہ"، دہلی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۳، ص ۶۱
۱۴. عطش درانی، ڈاکٹر، "اردو جدید تقاضے، نئی جہتیں"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶، ص ۹۴
۱۵. اشرف کمال، ڈاکٹر، "لسانیات، زبان اور رسم الخط"، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۲، ص ۹۴
۱۶. عبداللہ، سید، ڈاکٹر، (مضمون)، "اردو رسم الخط"، مشمولہ: "اردو زبان اور رسم الخط"، (مرتب) فتح محمد ملک، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸، ص ۴۰۸
۱۷. ایضاً، ص ۴۰۷

۱۸. ایضاً، ص۴۰۹

۱۹. مغنی تبسم، (مضمون)، "خطِ نستعلیق"، مشمولہ: "اردو زبان اور رسم الخط"، (مرتب)، فتح محمد ملک، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸، ص۴۹۹

۲۰. ہاشمی، عبدالقدوس، "(مضمون)، "ہمارا رسم الخط"، مشمولہ: "اردو رسم الخط"، (مرتبہ)، شیما مجید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹، ص۵۱

۲۱. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو تدریس"، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۵، ص۶۷

۲۲. رشید حسن خان، "اردو املا"، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۳، ص۵۱۴

۲۳. اشرف کمال، ڈاکٹر، "لسانیات، زبان اور رسم الخط"، ص۹۷

۲۴. طارق عزیز، ڈاکٹر، "اردو رسم الخط اور ٹائپ"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷، ص۳۱۹

۲۵. ایضاً، ص۱۷۸

۲۶. احتشام حسن، سید، (مضمون)، "زبان اور رسم الخط"، مشمولہ: "اردو رسم الخط"، (مرتبہ)، شیما مجید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹، ص۲۱۸